ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 21 مئی 1952

یونین آف انڈیا

بنام

ہیرا دیوی و دیگر

[مہر چند مہاجن، چندر شیکھر اایئر اور بوس، جسٹس صاحبان]

مجموعی ضابطہ دیوانی، 1908، دفعہ 60(k)- پروویڈنٹ فنڈ ایکٹ (XIX، سال 1925)، دفعات 2 (a)، 3 (1)- پروویڈنٹ فنڈ میں لازمی ڈپازٹ- ضبطی سے استثنیٰ- وصول کنندہ کی تقرری- قانونی حیثیت۔

مدیون کی وجہ سے پروویڈنٹ فنڈ میں لازمی ڈپازٹ کے سلسلے میں ڈگری پر عمل درآمد کے لیے وصول کنندہ کا تقرر نہیں کیا جا سکتا۔ سابقہ ایکٹ، سال 1897 کے تحت جو بھی شکوک وشبہات موجود ہو سکتے ہیں، پروویڈنٹ فنڈ ایکٹ (XIX، سال 1925) کی دفعہ 2(a) میں "لازمی ڈپازٹ" کی تعریف میں واضح طور پر سبسکرائب کنندہ یا جمع کنندہ کے سبکدوش ہونے کے بعد اس کے کریڈٹ میں باقی ڈپازٹ شامل ہیں۔

تنخواہوں اور الاؤنسز کے بقایاجات ایک مختلف بنیاد پر کھڑے ہیں اور ان پر عمل درآمد میں کارروائی سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 132، سال 1951۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کلکتہ میں نظامِ عدلیہ کی عدالت عالیہ (چیف جسٹس ہیریز اور جسٹس سنہا) کے 17 مئی 1950 کے فیصلے اور ڈگری سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل نمبر 41، سال 1950 میں جو 19 دسمبر 1949 کے آرڈر آف بنرجی جسٹس، سوٹ نمبر 1132، سال 1948 سے پیدا ہوتی ہے۔

ایم سی سیتلواڈ، اٹارنی جنرل برائے بھارت (بی سین، ان کے ساتھ) اپیل گزار کی طرف سے۔

جواب دہندہ نمبر 1 کے لیے نذیر الدین احمد (نور الدین احمد، ان کے ساتھ)۔

مدعاعلیہ نمبر 2 کے لیے ایس این مکھرجی۔

21.1952 مئی۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس چندر شیکھر اائیر نے سنایا۔

اس عدالت نے حکومت کو کسی بھی صورت میں اپیل کے سلسلے میں جواب دہندگان کے اخراجات ادا کرنے پر راضی ہونے پر اس معاملے میں اپیل کرنے کی خصوصی اجازت دے دی۔

ڈگری دار ہیرا دیوی نامی خاتون تھیں۔ مدیون رام گرہت سنگھ تھا، جو 31 جنوری 1947 کو ڈیڈ لیٹر آفس، کلکتہ میں ہیڈ کلرک کے طور پر سبکدوش ہوا۔ 30 جولائی 1948 کو ان کے خلاف رقمِ ڈگری حاصل کی گئی۔ یکم فروری 1949 کو، ڈاک حکام کے ساتھ پروویڈنٹ فنڈ میں مدیون کے کریڈٹ میں موجود رقم جمع کرنے کے لیے ایک وصول کنندہ مقرر کیا گیا تھا۔ یونین آف انڈیا نے وصول کنندہ کے تقرر کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے 20 ستمبر 1949 کی ایک درخواست کے ساتھ مداخلت کی۔

مسٹر جسٹس بنرجی نے یونین آف انڈیا کی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ فنڈ جمع کرنے کے لیے ایک وصول کنندہ مقرر کیا جاسکتا ہے۔ اپیل پر چیف جسٹس ٹریور ہیریز اور جسٹس سنہا نے ان کے خیال کو برقرار رکھا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

عدالت عالیہ کے سامنے یونین آف انڈیا کی طرف سے دائر درخواست میں بیان کردہ حقائق سے، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روپے 1-13-1,394 کی رقم مدیون کی بقایا تنخواہ اور الاؤنس کی نمائندگی کرتی ہے اور 1,563 روپے کی رقم، اس کے پروویڈنٹ فنڈ اکاؤنٹ میں لازمی جمع ہے۔ دونوں رقوم پر مختلف تحفظات لاگو ہوں گے، حالانکہ نچلی عدالت میں فریقین اس بنیاد پر آگے بڑھے ہیں کہ پوری رقم پروویڈنٹ فنڈ ایکٹ، 1925 کے معنی میں "لازمی جمع" تھی۔

فیصلہ کیا جانے والا بنیادی سوال یہ ہے کہ آیا مدیون کی وجہ سے پروویڈنٹ فنڈ کی رقم کے سلسلے میں کسی وصول کنندہ کا تقرر کیا جا سکتا ہے۔

لازمی ڈپازٹ اور کسی بھی فنڈ میں یا اس سے حاصل کردہ دیگر رقوم جس پر پروویڈنٹ فنڈ ایکٹ XIX، سال 1925 لاگو ہوتا ہے، مجموعی ضابطہ دیوانی کی دفعہ 60(k) کے تحت منسلک اور فروخت سے مستثنیٰ ہیں۔

"اس طرح پروویڈنٹ فنڈ ایکٹ XIX، سال 1925 کے دفعہ 2(a) میں لازمی ڈپازٹ کی تعریف کی گئی ہے:-

"لازمی جمع کا مطلب ہے کسی پروویڈنٹ فنڈ میں رکنیت، یا جمع کرنا جو فنڈ کے قواعد کے تحت، اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ لائف انشورنس کی پالیسی (یا فیملی پنشن فنڈ کے سلسلے میں رکنیت یا پریمیم کی ادائیگی) کے سلسلے میں پریمیم کی ادائیگی کے مقصد کے علاوہ مانگ پر قابل ادائیگی کوئی مخصوص ہنگامی صورتحال پیدا نہ ہو، کوئی بھی سود یا اضافہ جو فنڈ کے قواعد کے تحت اس طرح کی کسی بھی رکنیت، ڈپازٹ، کنٹری بیوشن، اور اس طرح کی کسی بھی رکنیت، ڈپازٹ، کنٹری بیوشن، سود یا انکریمنٹ پر جمع ہوا ہے جو اس طرح کی کسی ہنگامی صورتحال کے بعد سبسکرائب کنندہ یا جمع کنندہ کے کریڈٹ میں باقی رہتا ہے۔

اس طرح کے ڈپازٹ کو تفویض یا چارج نہیں کیا جا سکتا اور یہ کسی منسلک کا ذمہ دار نہیں ہے۔ مذکورہ ایکٹ کا دفعہ 3(1) فراہم کرتا ہے:-

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

3.(1) "کسی بھی گورنمنٹ یا ریلوے پروویڈنٹ فنڈ میں لازمی ڈپازٹ کسی بھی طرح سے تفویض یا چارج کیے جانے کے قابل نہیں ہو گا اور سبسکرائب کنندہ یا جمع کنندہ کی طرف سے اٹھائے گئے کسی قرض یا واجبات کے سلسلے میں کسی دیوانی، ریونیو یا فوجداری عدالت کسی ڈگری آرڈر کے تحت منسلک ہونے کا ذمہ دار نہیں ہو گا، اور نہ ہی سرکاری تفویض کنندہ اور نہ ہی صوبائی انسالونسی ایکٹ 1920 کے تحت مقرر کردہ کوئی وصول کنندہ اس طرح کے کسی لازمی ڈپازٹ کا حقدار ہو گا، یا اس پر کوئی دعوی کرے گا۔

یہ واضح ہے کہ اس طرح کے لازمی ذخائر کی تفویض یا منسلک کے خلاف ممانعت عوامی پالیسی کی بنیاد پر ہے۔ جہاں پابندی مطلق ہے، کسی مدیون کو وصول کنندہ کی تقرری کے ذریعے بالواسطہ طور پر فنڈ حاصل کرنے کی اجازت دینا قانون کو پامال کرنا ہو گا۔ یہ کہ قانون سازیہ کے مقصد کی اس طرح کی مایوسی کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے، عدالت مرافعہ نے 1886 کے بنام میں ہی لوکاس بنام ہیرس (1) کے معاملے میں رکھی تھی، جہاں یہ سوال ملکہ معظمہ بھارتی کی فوج کے دو افسران کو قابل ادائیگی پنشن کے حوالے سے پیدا ہوا تھا۔ آرمی ایکٹ 1881 کی دفعہ 141 میں کہا گیا ہے:

"ملکہ کی افواج کے کسی افسر یا سپاہی کو واجب الادا پنشن، یا ایسے کسی افسر یا کسی فوجی خدمت کے سلسلے میں کسی شخص کو واجب الادا پنشن تفویض کرنے یا وصول کرنے کا ہر تفویض، اور ہر چارج، اور ہر قرارداد، سوائے اس کے کہ وہ اس کے حقدار شخص کے خاندان کے فائدے کے لیے شاہی وارنٹ کے مطابق کیا گیا ہو، یا جو اس وقت نافذ کسی ایکٹ کے ذریعے مجاز ہو، کالعدم ہو گا۔"

اس صورت میں پنشن وصول کرنے کے لیے وصول کنندہ کی تقرری زیر بحث تھی۔ لنڈلے، عزت ماب نے مشاہدہ کیا:-

"اس بات پر غور کرتے ہوئے کہ آیا کسی سبکدوش ہوئے ڈافسر کی پنشن وصول کرنے والے کی تقرری کی جانی چاہیے، نہ صرف زبان بلکہ آرمی ایکٹ 1881 کی دفعہ 141

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کے مقصد پر بھی غور کیا جانا چاہیے؛ اور اگر کوئی وصول کنندہ مقرر کیا جاتا ہے تو میری رائے میں اس دفعہ کا مقصد شکست کھا جائے گا، نہ کہ پیشگی۔"

عزت ماب لوپس نے ان الفاظ میں اسی بات کا اعادہ کیا:-

"یہ تنازعہ سے بالاتر ہے کہ قانون سازیہ کا مقصد ان افسران کے لیے تحفظ فراہم کرنا تھا جنہوں نے اپنے ملک کی خدمت کی تھی، ایک ایسی شق جو انہیں ضرورت سے دور رکھے گی اور انہیں ایک قابل احترام سماجی مقام برقرار رکھنے کے قابل بنائے گی۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ مقصد اس وقت تک کیسے کارآمد ثابت ہو سکتا ہے جب تک کہ ان پنشنوں کو بالکل ناقابل تنسیخ نہیں بنایا جائے، نہ صرف اس شخص کو جو خود پنشن میں اپنی دلچسپی تفویض کرتا ہے، بلکہ پنشن کو امتناع یاب حکم کے تحت ضبط کرنے یا منسلک کرنے سے بھی روکتا ہے، یا کسی عمل یا قانون کے دوسرے عمل کے ذریعے۔ اگر اس حد تک تحفظ نہ دیا جائے تو قانون سازیہ کا مقصد مایوس کن ہے، اور ایک عجیب و غریب بے ضابطگی موجود ہوگی۔ پنشن والا شخص اپنی پنشن کو پہلے سے قرض ادا کرنے کے لیے استعمال نہیں کر سکے گا، لیکن فوری طور پر اس کے قرض دہندہ نے فیصلہ حاصل کر لیا تھا، وہ منسلک، مساوی عمل درآمد، یا کسی دوسرے قانونی عمل کے ذریعے اس کی پنشن سے محروم ہو سکتا ہے۔ یہ فرض کرنا ناممکن ہے کہ قانون سازیہ اس طرح کی بے ضابطگی کا ارادہ کر سکتی تھی۔"

مجموعی ضابطہ دیوانی کا دفعہ 51 بلاشبہ ڈگری پر عمل درآمد کے پانچ طریقوں کو تسلیم کرتا ہے اور ان میں سے ایک وصول کنندہ کی تقرری ہے۔ منسلک اور فروخت کے ذریعے ڈگری پر عمل درآمد کرنے کے بجائے، عدالت وصول کنندہ کا تقرر کر سکتی ہے لیکن یہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے جہاں وصول کنندہ کا تقرر کیا جا سکے۔ پرووِیڈنٹ فنڈ کی رقم منسلک سے مستثنیٰ ہے اور ناقابل تنسیخ ہے۔ عام طور پر اس طرح کی رقم کے خلاف کوئی سزائے موت نہیں دی جا سکتی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

نچلی عدالت میں قابل ججوں نے راجندر نارائن سنگھ بنام سندر بی بی ([1]) میں پریوی کونسل کے فیصلے کے اختیار پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس فیصلے نے تمام مشکلات پیدا کر دی ہیں اور ایک سوچ پیدا کر دی ہے کہ اگرچہ جائیداد خود منسلک کی ذمہ دار نہیں ہو سکتی، لیکن وصول کنندہ کو اس پر قبضہ کرنے اور آمدنی یا آمدنی کو کسی خاص انداز میں لاگو کرنے کے لیے مقرر کیا جا سکتا ہے جس میں مدیون کے قرضوں کی ادائیگی بھی شامل ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ مقدمے کے حقائق کا احتیاط سے جائزہ لیا جائے اور یہ معلوم کیا جائے کہ کیا اس سے اخذ کی جانے والی تجویز کو مخصوص حالات کے علاوہ عمومی اطلاق کے اصول کے طور پر جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ الہ آباد عدالت عالیہ کا اصل فیصلہ جس سے عدالتی کمیٹی کے سامنے اپیل کی گئی تھی، سندر بی بی بنام راج اندر نارائن سنگھ ([2]) میں رپورٹ کیا گیا ہے۔ دو بھائیوں کے درمیان ایک مقدمے میں اس بات پر سمجھوتہ کیا گیا تھا کہ فیصلہ کن مقروض فہرست میں مذکور غیر منقولہ جائیدادوں کا مالک ہوگا اور اس سے لطف اندوز ہوگا اور اپنے بھائی لال بہادر سنگھ کی زندگی کے دوران منتقلی کے اختیار کے بغیر ایک سال میں 8,000 روپے کا خالص منافع حاصل کرنے کا تخمینہ لگایا گیا تھا، وہ اپنے بھائی لال بہادر سنگھ کو کچھ عوامی اخراجات اور دیگر واجبات ادا کرنے کا عہد کرتا ہے، جو کہ سالانہ چار مساوی قسطوں میں روپے 6-11-7,870 کی رقم ہے، ہر ایک کو سرکاری محصول سے ایک ماہ پہلے ادا کیا جانا ہے۔ یہ انتظام "اس کی دیکھ بھال کے بدلے" بتایا گیا تھا۔ جب جائیدادوں میں مدیون کے مفاد کو منسلک اور فروخت کرنے کی کوشش کی گئی تو اس نے اعتراض اٹھایا کہ ضابطے کی دفعہ 60 کی شق (n) کی وجہ سے انہیں منسلک اور فروخت سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے جو "مستقبل کی دیکھ بھال کے حق" کی بات کرتا ہے۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ ذیلی شق (n) میں استعمال ہونے والے الفاظ دیکھ بھال کے محض حق پر غور کرتے ہیں اور اس سے زیادہ قانون کے ذریعے قابل نفاذ اور مستقبل میں قابل ادائیگی حق نہیں ہے اور چونکہ ان کے سامنے موجود معاملے میں جائیدادوں کو اس کی دیکھ بھال کے بدلے مدیون کو تفویض کیا گیا تھا، یہ ایسا حق نہیں تھا جو صرف منسلک اور فروخت سے مستثنیٰ تھا۔ انہوں نے سوچا کہ یہ وصول کنندہ کی تقرری کے لیے موزوں مقدمہ ہے اور مدیون کو اس کی دیکھ بھال کے لیے قابل ادائیگی الاؤنس کا تعین کرنے کے بعد وصول کنندہ کی تقرری کے لیے ماتحت جج کو عمل درآمد کی درخواست بھیج دی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

عدالت عالیہ کے اس نتیجے پر عدالتی کمیٹی نے اتفاق کیا۔ لیکن انہوں نے یہ رائے بھی ظاہر کی کہ وہ مدیون کو دیے گئے دیکھ بھال کے حق کی اصل قانونی حیثیت کے موضوع پر عدالت عالیہ سے متفق نہیں ہیں۔ مدیون کی دعا کو یہ سمجھتے ہوئے کہ دیکھ بھال کے حق کے خلاف کارروائی کی جائے، ان کے حاکموں نے مشاہدہ کیا کہ حق قانون کے نقطہ نظر سے منسلک نہیں ہے اور فروخت کے قابل نہیں ہے۔ اگر یہ دیکھ بھال کے لیے جائیدادوں کی تفویض تھی، جس کی رقم طے نہیں کی گئی تھی، تو مدیون کے لیے یہ کھلا تھا کہ وہ وصول کنندہ کو اس شرط کے ساتھ مقرر کرے کہ مدیون کی دیکھ بھال کے لیے جو کچھ بھی باقی رہ سکتا ہے اسے ڈگری قرض کے اطمینان کے لیے دستیاب کرایا جائے۔ دیکھ بھال کا حق منسلک یا فروخت نہیں کیا جا سکا۔ جہاں تک ڈگری دار نے اس حق کو منسلک کرنے اور مدیون کو اس کی دیکھ بھال سے محروم کرنے کی کوشش کی، وہ ایسا کرنے کا حقدار نہیں تھا، لیکن جہاں وصول کنندہ کی تقرری کے لیے اس کی درخواست زیادہ جامع تھی اور دیکھ بھال کے دعوے کو پورا کرنے کے بعد کسی بھی بقیہ آمدنی پر حاصل کرنے کی کوشش کی گئی تھی، اس مقصد کے لیے وصول کنندہ کی تقرری جائز تھی۔ ایسا لگتا ہے کہ پریوی کونسل کا فیصلہ اس سے آگے کچھ نہیں بتاتا ہے۔ ہماری رائے میں، یہ عام تجویز کے لیے کوئی اختیار نہیں ہے کہ اگرچہ جائیداد کی کسی خاص نوع کی منسلک اور علیحدگی کے خلاف قانونی ممانعت ہے، لیکن اس پر عمل درآمد کے دوسرے طریقے سے پہنچا جا سکتا ہے، یعنی وصول کنندہ کی تقرری۔ دوسری طرف، مرشد آباد کے نواب بہادر بنام کرنانی انڈسٹریل بینک لمیٹڈ ([1]) کے معاملے میں اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ چونکہ نواب کے پاس جائیدادوں کو الگ کرنے کے کسی بھی اختیار کے بغیر اپنے حق اور وقار کو برقرار رکھنے کے لیے تفویض کردہ کرایوں اور منافع کو ختم کرنے کا اختیار تھا، اس لیے عوامی پالیسی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوا اور یہ کہ کرایوں اور منافع کے وصول کنندہ کو صحیح طریقے سے مقرر کیا گیا تھا۔ استدلال کی یہ لکیر واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ ایسے معاملات میں جہاں تصرف کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اور قانون عوامی پالیسی کی بنیاد پر علیحدگی یا منسلک پر مطلق پابندی عائد کرتا ہے، اس پر عمل درآمد نہیں کیا جانا چاہیے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، راجندر نارائن سنگھ کا معاملہ کوئی مشکل پیدا نہیں کرتا ہے۔ اب ہم اس فیصلے کا حوالہ دیں گے جس کے بعد یا اس میں فرق کیا گیا۔ سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا میں کونسل بنام بائی سومی و دیگر ([2]) میں، 96 روپے سالانہ کی دیکھ بھال ایک سمجھوتہ ڈگری کے تحت کی گئی تھی جو کہ اس گھر پر ایک چارج تھا جس کا تعلق مدعا علیہ سے تھا۔ حکومت کی واجب الادا عدالتی فیس گھر کو منسلک کر کے وصول کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ منسلک کرنے کے حق کو مسترد کر دیا گیا تھا؛ گھر کو منسلک نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ یہ مدعا علیہ کا تھا؛ اور مدعی کا دیکھ بھال کا حق دفعہ 60، شق (1) کے تحت منسلک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ حکومت کی طرف سے پہلی بار عدالت عالیہ میں مدعی کی دیکھ بھال کے وصول کنندہ کی تقرری کے حکم کے لیے کی قابل درخواست پر غور کرتے ہوئے، چیف جسٹس بیومونٹ و دیگر ماہر جج نے فیصلہ دیا کہ یہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ چیف جسٹس نے کہا کہ "اگر یہ مستثنیٰ ادائیگیاں وصول کنندہ کی تقرری کے ذریعے مساوی عمل درآمد کے ذریعے انجام دی جا سکتی ہیں، تو اس دفعہ کے ذریعے فراہم کردہ تحفظ کافی حد تک ختم ہو جاتا ہے"۔ انہوں نے راجندر نارائن سنگھ کے معاملے سے یہ کہہ کر صاف کیا کہ بورڈ کے فیصلے میں رائے کا کوئی واضح اظہار نہیں تھا اور اس میں شک تھا کہ آیا اس وقت زیر بحث الاؤنس دیکھ بھال تھا یا نہیں۔ مدراس عدالت عالیہ نے دی سکریٹری آف اسٹیٹ فار بھارت میں کونسل بنام سروپلی وینکٹا لکشمما ([1]) میں کونسل بنام بائی سومی اور دیگر ([2]) میں دی سکریٹری آف اسٹیٹ فار بھارت سے ملتے جلتے سوال کا جواب دیا ہے لیکن اس نے حقائق یا استدلال سے نمٹنے بغیر صرف راجندر نارائن سنگھ کے معاملے کے فیصلے کا حوالہ دیا۔ یہ کوئی روشنی نہیں پھینکتا ہے۔ جانکی ناتھ بنام پرمتھاناتھ ([3]) کا مقدمہ ایک واحد جج کا فیصلہ تھا اور مدراس کیس کی طرح ہی ہے۔ فیصلے میں اس موضوع پر مختصر مشاہدے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے، "پروویڈنٹ فنڈ ایکٹ میری رائے میں پروویڈنٹ فنڈ میں متوفی کے کریڈٹ پر پڑی رقم کے وصول کنندہ کی تقرری سے منع نہیں کرتا ہے۔" ممکنہ طور پر یہ خیال لیا گیا تھا کہ ملازم کی موت پر اور قواعد کے تحت کسی منحصر یا نامزد شخص کے فنڈ کا حقدار نہ ہونے کی وجہ سے، یہ متوفی کے وارثوں کو قابل ادائیگی رقم بن گئی اور لازمی ڈپازٹ ہونے کی اپنی اصل نوعیت کھو دی۔ ایسٹ انڈیا ریلوے انتظامیہ و دیگر بذریعے بھارتیہ سلطنت بنام آشوتوش داس و دیگر ([4]) کے معاملے میں کسی شک کے بغیر راجندر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نارائن سنگھ کے معاملے کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن اس پر تفصیل سے بحث نہیں کی گئی ہے۔ جسٹس روکسبرگ محض یہ کہتے ہیں کہ "یقینی طور پر یہ اس مساوی دادرسائی کا غلط استعمال ہے تاکہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جس کے لیے وصول کنندہ کا تقرر کیا گیا ہے، قانونی نامے کے ذریعے بنائی گئی ایک بہت ہی قطعی رکاوٹ سے بچا جا سکے۔" رام پرساد بنام موتیرام (5) کا فیصلہ خرپوش گرانٹ میں کھوپوشدار کے سود کی ڈگری کی رقم کے نفاذ میں منسلک اور فروخت سے متعلق ہے جو وراثت اور منتقلی کے قابل تھا۔ اس سے ہمیں کوئی مدد نہیں ملتی۔

جواب دہندگان کے قابل وکیل نے اسے حمایت فراہم کرنے کے طور پر پریوی کونسل کے تین فیصلوں پر انحصار کیا۔ ان میں سے ایک مرشد آباد کے نواب بہادر کا مقدمہ ([1]) ہے جس کا حوالہ پہلے ہی دیا جا چکا ہے۔ وبھوداپریا تیرتھ سوامیار بنام لکشمندرا تیرتھ سوامیار ([2]) اور نیلا دری ساہو بنام مہنت چتر بھوج داس و دیگران ([3]) دیگر دو مقدمات ہیں اور ان کا تعلق اداروں کی مبینہ ضرورت کے لیے متعلقہ مہنتوں کے ذریعے دی گئی جائیدادوں کو گروی رکھ کر ریاضی اور علیحدگی سے ہے۔ ان کی موجودہ معاملے سے کوئی مشابہت نہیں ہے۔ دیکھ بھال فراہم کیے جانے کے بعد مہنتوں کو جائیدادوں میں فائدہ مند دلچسپی تھی۔ اس طرح کے فائدہ مند سود کے سلسلے میں ایک وصول کنندہ مقرر کیا جا سکتا ہے تاکہ حاصل کردہ ڈگریوں کو پورا کیا جا سکے۔

نیچے دی گئی عدالت قابل ججوں کے بڑے احترام کے ساتھ، ہماری رائے ہے کہ وصول کنندہ کی تقرری کے ذریعے پروویڈنٹ فنڈ کی رقم کے خلاف عمل درآمد نہیں مانگی جا سکتی۔

تاہم، یہ نتیجہ مدیون کی وجہ سے تنخواہ اور الاؤنس کے بقایاجات پر لاگو نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک مختلف قانونی بنیاد پر کھڑے ہیں۔ تنخواہ دفعہ 60، شق (1)، مجموعی ضابطہ دیوانی میں فراہم کردہ حد تک منسلک نہیں ہے، لیکن تنخواہ کے بقایاجات کے حوالے سے ایسی کوئی چھوٹ نہیں ہے۔ قابل اٹارنی جنرل نے تسلیم کیا کہ رقم کے اس حصے کے خلاف عمل درآمد میں کارروائی کی جا سکتی ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جنوری 1947 میں ان کی سبکدوشی کی تاریخ کے بعد سبسکرائب کنندہ کو پروویڈنٹ فنڈ کی رقم ادا نہیں کی گئی تھی۔ تاہم، یہ ایکٹ کے معنی میں اسے لازمی ڈپازٹ سے کم نہیں بناتا ہے۔ سابقہ ایکٹ، سال 1897 کے تحت جو بھی شکوک و شبہات موجود ہو سکتے ہیں، مدعاعلیہ کے لیے دیے گئے فیصلے، ملر بنام بی بی اور سی آئی ریلوے(4) اور راج کمار مکھرجی بنام ڈبلیو جی گوڈفری (1) اس ایکٹ کے تحت ہیں، اس کا مطلب اب موجودہ ایکٹ کے دفعہ 2 کی تعریف سے واضح ہو گیا ہے۔ کوئی بھی ڈپازٹ "ایسی کوئی ہنگامی صورتحال پیدا ہونے کے بعد سبسکرائب کنندہ یا جمع کنندہ کے کریڈٹ میں باقی رہنا" بھی لازمی ڈپازٹ ہے۔ اور ہنگامی صورتحال ملازمت سے سبکدوشی ہو سکتی ہے۔

نتیجے میں، اپیل کی اجازت دی جاتی ہے اور یکم فروری 1949 کے نچلی عدالت کے حکم، جس میں وصول کنندہ کا تقرر کیا گیا ہے، مدیون کے کریڈٹ میں پڑے ہوئے 1,563 روپے کے پروویڈنٹ فنڈ کی رقم کے حوالے سے الگ کر دیا جاتا ہے۔ خصوصی اجازت دینے کی شرط کے تحت، حکومت اس اپیل کے پہلے مدعاعلیہ کے اخراجات ادا کرے گی۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

اپیل کنندہ کا ایجنٹ: پی اے مہتا۔

مدعاعلیہ نمبر 1 کا ایجنٹ: نونیت لال۔

مدعاعلیہ نمبر 2 کا ایجنٹ: پی کے چٹرج

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document